70242 ـ دخول سے قبل طلاق دے دی اور اب اس سے رجوع كرنے كى سوچ ہے

سوال

ميرى تقريبا ايك برس تك منگنى رہى اور ہمارا شرعى عقد نكاح بھى ہو چكا تھا، ہمارى اور سسرال والوں كى طرف سے اتفاق يہ ہوا كہ يہ تعلقات منگنى تك ہى محدود رہيں گے اور سال كے آخر ميں جب ميرى تعليم مكمل ہو جائيگى تو رخصتى ہوگى اس پر سب كے دستخط بھى ہوئے.

ليكن اس عرصہ ميں ميرے منگيتر اور ميرے گھر والوں كے درميان غلط فہمى سے پيدا ہوگئى اور ميرے والدين نے ميرے منگيتر كو مجھ سے ملنے كى مخالفت كى اور محسوس كرنے لگے كہ يہ شخص ميرے ليے مناسب نہيں.

ميں مانتى ہوں كہ بعض اوقات ميرا خاوند دوسروں كا احترام نہيں كرتا اور ابھى اس ميں پختگى نہيں ہے، ليكن اس كے ساتھ ميں اس سے محبت كرتى اور اس كے معاملات ميں اس كے ليے عذر اور بہانہ تلاش ليتى رہى ہوں.

وہ شخص دوسرے شہر ميں رہتا ہے اور ہم دوسرے شہر ميں بستے ہيں اس ليے ہمارا تعلق دور سے ہى قائم رہا ہے، اور يہ غلط فہمى آہستہ آہستہ بڑھتى چلى گئى حتى كہ وہ مجھ سے مطالبہ كرنے لگا كہ ميں فورا اس كے ساتھ رہنے كے ليے وہاں سے منتقل ہو جاؤں وگرنہ وہ مجھے طلاق دے دےگا، ميں نے اسے بتايا كہ ہمارا يہ اتفاق ہوا تھا كہ پہلے رخصتى كى تقريب پہلے ہوگى.

تو وہ كہنے لگا: بعد ميں بھى رخصتى كى تقريب كى جا سكتى ہے، ليكن اس وقت تو ميں اس كى بيوى ہوں اور مجھے اس كے ساتھ رہنا چاہيے، ميرے يہ معاملہ بہت مشكل تھا، ميں مجبور ہو گئى كہ يا تو اپنے منگيتر كو اختيار كروں يا پھر اپنے خاندان كو.

ميں اس وقت تك اسے خاوند كے روپ ميں نہ ديكھتى تھى اور ميرے ليے معاملہ بہت مشكل تھا اور اميدوں كى ناكامى كا باعث تھا.

ميں نے اسے بتايا كہ ميں اپنے گھر والوں كى قربانى نہيں دے سكتى، اس ليے اس نے تعلق توڑ ديا اور ہمارے امام كو ليٹر بھيجا كہ اس نے مجھے طلاق دے دى ہے، تعلق ختم كيے ہوئے تقريبا پانچ ماہ ہونے كو ہيں، ليكن ايك ہفتہ قبل ميں نے اسے ديكھا تو مجھے بڑى پريشانى ہوئى، ميں گناہ محسوس كرتى ہوں كہ ميں نے اس كى بات نہ مان كر غلطى كى ہے، ميں يہ دريافت كرنا چاہتى ہوں كہ آيا شريعت ميں ہمارے ليے كوئى صلح كى گنجائش ہے ؟

كيا ميں اس كے پاس واپس جا سكتى ہوں مجھے خوف ہے كہ ميں اس كے علاوہ كسى اور سے محبت نہ كر سكوں گى اور وہ ہميشہ ميرے خيالات ميں بسا رہےگا، ميں جانتى ہوں كہ ہو سكتا ہے ہم ايك دوسرے كے ليے مناسب نہ ہوں، ليكن اسى وقت يہ بھى ہے كہ ہم ايك دوسرے كو اچھى طرح جانتے ہيں، اور ہمارے تعلقات بہت قوى اور گرمجوشى والے تھے، اب مجھے معلوم نہيں ہو رہا كہ ميں كيا كروں.

ميرے والدين ہمارے تعلقات كے بالكل مخالف ہيں، مجھے معلوم ہے كہ والدين كے موقف كے كچھ صحيح اسباب ہيں، ليكن اس كے باوجود ميں اپنے سابقہ خاوند كى طرف مائل ہوں، اور ميں اس كى طرف واپس جانا چاہتى ہوں.

اور اگر یہ تعلقات دوبارہ قائم کرنا مناسب نہیں تو کیا اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے لیے کچھ کرنا ممکن ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جب عقد نکاح ہو جائے تو منگیتر کے لیے اس کی منگیتر بیوی بن جاتی ہے، لیکن جب رخصتی کے لیے ایك وقت مقرر کر لیا جائے اور شرط رکھی جائے کہ رخصتی بعد میں ہو گی تو رخصتی سے قبل خاوند کے پاس جانا لازم نہیں کیونکہ دونوں طرف سے شرط پر موافقت ہے.

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان ہے:

" مسلمان اپنی شروط پر (قائم رہتے) ہیں "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1352) سنن ابو داود حدیث نمبر (3594) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" شروط میں سب سے زیادہ شرط پوری کرنے کی حقدار وہ شرط ہے جس کے ساتھ تم نے شرمگاہ حلال کی ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2721) صحیح مسلم حدیث نمبر (1418).

اس بنا پر آپ کا اس کے پاس نہ جانے میں کوئی گناہ نہیں بلکہ سال ختم ہونے سے قبل ہی اس نے مطالبہ کر کے غلطی کی ہے کیونکہ ایك برس کا اتفاق تھا، اور اس نے آپ پر اثرانداز ہونے کی کوشش کر کے بھی غلطی کی ہے کہ آپ اپنے والدین کی مخالفت کریں، اور پھر اس نے طلاق دینے میں جلدی کر کے بھی غلطی کا ارتکاب کیا ہے.

یہ سب کچھ اس کے عدم پختگی کی علامت اگر وہ آپ کی حرص رکھتا ہوتا تو سال میں باقی ماننده مدت کا انتظار کرتا اور اتنی جلدی تعلقات ختم نہ کرتا.

دوم:

جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دخول سے قبل طلاق دے دے تو صرف طلاق کی بنا پر ہی وہ عورت اس سے بائن ہو

جاتی ہے، اس میں رجوع نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی اس میں عدت ہے، لیکن اس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر آپ راضی ہوں اور عورت کا ولی بھی موافق ہو تو وہ اس سے دوبارہ نکاح کر لے اس میں مہر بھی نیا ہو گا اور عقد نکاح بھی نیا.

سوم:

اگر آپ کے گھر والے اسے آپ کے لیے مناسب خیال نہیں کرتے تو آپ کو اپنے گھر والوں کی اطاعت کرنی چاہیے، خاص کر جب آپ یہ اقرار کرتی ہیں کہ اس موقف میں ان کے پاس پختہ اسباب ہیں، رہا یہ مسئلہ کہ آپ اس سے محبت کرنے لگی ہیں اور دل اس کے ساتھ لگ گیا ہے تو خاوند اور اس کی بیوی کے مابین یہ ایك طبعی چیز ہے کہ ان میں محبت ہوتی ہے.

جب اللہ تعالی آپ کو کوئی اور خاوند دےگا تو ان شاء اللہ آپ اس سے بھی محبت کریں گی، شادی تو ایك لمبی زندگی ہوتی ہے، یہ صرف اکیلے جذبات پر مبنی نہیں، اس لیے شریعت اسلامیہ کی یہ حکمت ہے کہ اس نے شادی میں عورت کے ولی کی موافقت شرط رکھی ہے؛ کیونکہ عورت تو کمزور دل کی مالك ہے وہ جذبات میں آ کر مغلوب ہو جاتی ہے اور ہو سکتا ہے وہ اپنے حقوق سے بھی دستبردار ہو جائے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جسے پسند کرنے لگے اس پر راضی ہو جائے چاہے وہ اس کے لیے مناسب نہ بھی ہو.

اس لیے آپ اپنے والدین کی رغبت و خواہش پر عمل کریں کیونکہ وہ دوری کی نظر اور رائے رکھتے ہیں، جب اس شخص کی یہ حالت ہے جو آپ نے بیان کی ہے تو پھر آپ اپنے والدین کو اس پر دوبارہ موافق ہونے کے لیے دباؤ مت ڈالیں.

چہارم:

آپ کے لیے یہ مخفی نہیں ہونا چاہیے کہ نکاح صحیح ہونے کی شرط میں عورت کے ولی کی موافقت ہونا ضروری ہے، اس لیے اس شخص کے ساتھ دوبارہ شادی کرنا اسی صورت میں صحیح ہو گا جب آپ کے والد کی موافقت ہوگی، اسی طرح اب وہ شخص آپ کے لیے وہ شخص پورا اجنبی ہے، اس لیے اس کے ساتھ تعلقات رکھنے کی کوئی مجال نہیں؛ کیونکہ اب آپ اس کی بیوی بن کر واپس نہیں ہو سکتی.

آپ کو چاہیے کہ آپ اس کام میں مشغول ہوں جو آپ کے لیے فائدہ مند ہو، اور جو گزر چکا ہے اس کو مت سوچیں، حتی کہ اللہ سبحانہ و تعالی آپ کو نیك و صالح خاوند عطا کر دے، اور کسی شخص سے بھی اس وقت تك شادی مت کریں جب تك اس کے بارہ میں باز پرس نہ کر لیں، اور اس کے دین اور اخلاق پر مطمئن نہ ہو جائیں.

جو کچھ ہو چکا ہے وہ آپ کے لیے سبق ہونا چاہیے اور اس میں عبرت محسوس کریں، اور آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ رخصتی اور دخول سے قبل ہی آپ کو اس شخص کے عیوب کا پتہ چل گیا.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو سیدھی راہ کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .